اسلام ہی فطری مذہب ہے

(از مولوی محمد مسلم صاحب کارہنادی مالدہی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

(۱)

اصل مقصد شروع کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ نفس مذہب کا فطری ہونا ثابت کیا جائے۔

مذہب فطرت میں داخل ہے انسان اور حیوان میں غور کرنے سے یہ فرق صاف ظاہر ہوگا کہ حیوان اپنی ضروریات ساتھ لیکر آتا ہے۔ اور اپنے دشمنوں سے بچنے کیلئے ہتھیار بھی رکھتا ہے۔ کسی کے پاس خونخوار پنجے ہیں تو کسی کے پاس زہریلے اثرات کسی کے پاس مہلک نیش ہے تو کسی کے پاس قاتل وبراں سینگ۔ الغرض ہر حیوان اپنے تحفظ کیلئے مناسب اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اسی طرح لباس بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جوان کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھتا ہے لیکن انسان اس دنیا میں تنہا پیدا ہوتا ہے نہ اس کے پاس کوئی ہتھیار ہوتا ہے اور نہ لباس۔ آس پاس کی ہر چیز اس کی دشمن ہوتی ہے۔ گرمی کی تپش، بادسموم کی لپٹ، سردی کی ٹھنڈک۔ غرضکہ ہر چیز اس کے ہلاک کرنے کیلئے آمادہ نظر آتی ہے۔ اسی لئے خداوند تعالیٰ نے اسکو کسی ایک جسمانی ہتھیار سے سرفراز نہیں فرمایا بلکہ اسکو تمام دشمنوں کے مقابلہ کیلئے ایک روحانی ہتھیار عنایت فرمایا جس سے وہ سب پر غالب آسکتا ہے۔ یہ عقل ہے۔ یہی وہ نعمت ہے جسکی بدولت انسان نے سردی و گرمی سے محفوظ رہنے کیلئے مختلف قسم کے لباس تیار کئے۔ مکانات بنوائے۔ حیوانات کی گرفت وزک سے محفوظ رہنے کیلئے خنجر و تلوار اور بندوقیں ایجاد کیں یہ انسان کے بیرونی دشمن تھے جن کی مدافعت کیلئے انسانی عقل بہت حد تک کام آسکتی ہے لیکن ان سے زیادہ خطرناک دشمن کا گروہ خود انسان کے اندر موجود ہے۔

اندرونی دشمن حرص انسان کو ابھارتی ہے کہ دنیا کی تمام دولت اس کے قبضہ میں آجائے، کینہ پروری اور تنگ دلی کا تقاضا ہے کہ تمام مخالفین نیست و نابود ہو جائیں۔ خواہش نفس آمادہ کرتی ہے کہ دنیا میں کسی کا پردۂ عصمت و عفت باقی نہ رہنے پائے۔ یہاں پر عقل کام آتی ہے لیکن بہت معمولی طور پر۔ عقل بتلاتی ہے کہ اگر تم کسی کی آبروریزی کروگے تو وہ تمہاری بھی کریگا۔ اگر تم کسی کی ہلاکت و بربادی چاہوگے تو وہ بھی چاہیگا لیکن یہ خیال صرف بعض دوراندیش تعلیمیافتہ لوگوں کو روک سکیگا۔ بعض اوقات نہ حکومت کا خوف ہوتا ہے اور نہ انتقام کا ڈر نہ بدنامی کی پرواہ نہ عقل کا پاس۔ اسوقت اسکو اگر کوئی چیز بداعمالیوں سے روکنے والی ہے تو وہ مذہب کا احساس ہے۔ یہی وہ احساس ہے جو امیر و غریب شاہ و گدا وحشی اور متمدن سب میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے یہی معنی اس آیت کے ہیں۔ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ روم) اپنا منہ سب طرف سے ہٹا کر دینِ الٰہی کی طرف پھیر لے یہ خدا کی وہ فطرت ہے جس پر خدا نے سب کو پیدا کیا۔ خدا کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں یہی مستحکم اور مضبوط دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں

فطری مذہب کا معیار یہ تو معلوم ہوگیا کہ مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ لیکن جس طرح بعض ہتھیار کمزور ہوتے ہیں اور بعض مضبوط اسی طرح ان اندرونی دشمنوں سے محفوظ رہنے کیلئے مختلف مذاہب ہمارے سامنے موجود ہیں۔ کسی مذہب میں ضروریاتِ انسانی کا تسلی بخش حل موجود ہے اور وہ اندرونی دشمنوں کے حملوں کی پوری طور پر مدافعت کرتا ہے اور کسی میں یہ بات کم پائی جاتی ہے اور کسی میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک سرمدی مذہب کیلئے جو ابدی حیات کا ذمہ دار ہو۔ چند امور کا ہونا ضروری ہے یہ امور کسی معمولی طبائع کے افکار کا نتیجہ نہیں بلکہ محققین اور علمائے یورپ کے مرتب کردہ ہیں

(۱) مذہب میں عقل کو استعمال میں لانے کی دعوت دی گئی ہو اور دلائل و براہین پر اس مذہب کی بنیاد قائم ہو۔

(۲) مذہب جن عبادات کا حکم دے وہ اعتدال سے متجاوز نہ ہوں بلکہ اس میں آسانی اور سہولت کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ (ا) ان عبادات سے انسان ہی کا فائدہ مقصود ہو (ب) عبادات کے مفہوم کو صرف چند افعال کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ انسان کے تمام فرائض زندگی۔ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا اور تربیت اولاد سب کو عبادت قرار دیا جائے۔

(۳) دینی اور دنیوی فرائض کو اس خوش اسلوبی اور حسن انتظام کیساتھ ملایا جائے اور دونوں میں ایسا تعلق قائم کیا جائے کہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ثابت ہوں۔

(۴) مذہب تمدن کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دے اور اس کی رہنمائی کرے۔ یہ وہ اصول ہیں جو حکما نے اب زمانۂ ترقی میں سوچے ہیں لیکن اسلام تیرہ سو برس پہلے اس کا اعلان کر چکا ہے۔

مذہب اور عقل آج دنیا کے مذاہب کی عمارت اس بنیاد پر قائم ہے کہ مذہب میں عقل کو دخل مت دو۔ اور اسکے عقائد و مسائل کو بغیر چون وچرا کے مان لو۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عیسائی منطق و فلسفہ اور دیگر علوم و فنون پر پوری مہارت رکھتا ہے۔ اسکی ایجادات و اختراعات تمام دنیا کو محوِ حیرت کئے ہوئے ہیں لیکن جب اسکے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوتا ہے کہ "ایک تین ہے اور تین ایک" تو اس کی ساری نکتہ شناسی اور فلسفیانہ قابلیت غائب ہو جاتی ہے اور اس عقل میں نہ آنے والے مسئلہ کو بے چون وچرا قبول کر لیتا ہے۔ لیکن اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عقل کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچایا اور جن لوگوں نے عقل کو کند اور بیکار چھوڑا ہوا ہے ان کی سخت مذمت کی۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں:۔

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ (اعراف ع ۲۳) کیا یہ لوگ آسمان اور زمین کے کارخانے میں غور نہیں کرتے۔ فرمایا وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ (سورہ یوسف) آسمان و زمین میں کسقدر نشانیاں ہیں لیکن یہ لوگ گذر جاتے ہیں اور ذرا بھی غور نہیں کرتے۔